www.KitaboSunnat.com

سلسلہ تبلیغ نمبر ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اذا کان قائما فی الصلوٰۃ قبض بیمینه علی شماله

نبینی کہ پیش خداوند جاہ
ستایش کناں دست بر بر نہند

زیادۃ الخشوع

بوضع الیدین فی القیام بعد الرکوع

الملقب بہ

"رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا"

از

علامہ حافظ الحاج ابو محمد السید بدیع الدین شاہ صاحب الراشدی السندھی

ناشر
انجمن خدام الاسلام اہلحدیث پرنس کلاتھ مارکیٹ حیدرآباد (مغربی پاکستان)

قیمت تبلیغی فنڈ کیلئے ۲۵ نئے پیسے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی زین وقفات الصلوٰۃ بالوضع فانہ عین الخشوع وذل
بین یدی عزیز الخضع والصلوٰۃ والسلام علی من فرض علینا اتباعہ بالطاعۃ
والسمع. والتأسی باسوتہ بدون جمع ما فرق وتفریق ما جمع. وعلی آلہ واصحابہ
المقتفین آثارہ بالتثبت والورع. المتعذرین من المحدثات والبدع
تبعہم بالاحسان فی الاصل والفرع. واتباعہم الی یوم الجمع

امابعد! اس مختصر سے رسالہ میں رکوع کے بعد کھڑے ہونے کی حالت میں ہاتھ باندھنے کے متعلق تحقیق لکھی جاتی ہے. اس لئے کہ بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوگئی ہے کہ اس کا کوئی ثبوت نہیں لہٰذا یہاں وضاحت سے سمجھایا جاتا ہے تاکہ طالب تحقیق کیلئے مسئلہ کی صحیح صورت ظاہر ہو جائے. اور اسکا نام "زیادۃ الخشوع بوضع الیدین فی القیام بعد الرکوع" رکھا گیا ہے خداوند تعالیٰ سے دعا ہے کہ مسلمانوں کو حق سمجھنے کی توفیق عطا فرما دے۔

ع دل کی دھڑکن کو سنے دل کا بھی دیکھے ... میں نے جو دیکھا ہے کاش وہ بھی دیکھے

معزز ناظرین! نماز میں ہاتھ کھول کر یا لٹکا کر کھڑا ہونا رکوع کے بعد خواہ پہلے، کسی بھی حدیث کی کتاب میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خواہ آپ کے کسی ایک صحابی سے ثابت نہیں ہے بلکہ سب سے مطلقاً ہاتھ باندھنا ہی مروی ہے. اور نماز ایک عمل ہے لہٰذا اس میں وہی کام کرنے ہیں جو عمل ہونے کی حیثیت رکھتے ہوں. اور ارسال (ہاتھ لٹکانا) کوئی عمل نہیں ہے اس لئے ایسا کام نماز میں داخل نہیں ہو سکتا. اور اگر کوئی عمل قرار دیا جائیگا تو علی بلا ثبوت نماز میں اسکا داخل کرنا درست نہیں کیونکہ نماز توقیفی عبادت ہے اس لئے بغیر ثبوت کے کوئی بھی عمل اس میں داخل نہیں کیا جا سکتا نیز نماز میں ہاتھ باندھنے کی حکمت علماء نے یہ

مکتبہ
۹۹-جے ماڈل ٹاؤن لاہور
07944

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کی ہے کہ اسطرح سے ہاتھوں کو بے فائدہ حرکت سے روکا جا سکتا ہے۔ امام النووی شرح مسلم ص۲۴ جلد اول میں لکھتے ہیں کہ "قال العلماء والحکمۃ فی وضع احدہما علی الاخری انہ اقرب الی الخشوع ومنعہما من العبث" یعنی ہاتھ باندھنے کی علماء نے یہ حکمت بتائی ہے کہ یہ کام خشوع اور عاجزی کے قریب ہے اور اسطرح سے نمازی ہاتھوں کو عبث یعنی بے کار حرکت سے روک سکتا ہے اور اسی طرح علامہ زرقانی نے شرح مؤطا ص۳۲۱ جلد اول میں لکھا ہے، پھر جبکہ یہ حالت رکوع سے پہلے والی قیام کیلئے خاص نہیں ہے بلکہ رکوع کے بعد بھی کھڑا ہونا رکن اور فرض ہے اور اس میں بھی طول (زیادہ دیر کھڑے رہنا) کرنا سنت مؤکدہ ہے اور یقیناً اس قیام میں بھی عبث اور ہاتھوں کی بیکار حرکت کا امکان ہے بلکہ عام طرح سے کتنے آدمیوں کو ہاتھ ہلاتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ اس لیے یہ علت چاہتی ہے کہ اس قیام میں بھی ارسال (ہاتھوں کا کھولنا) درست نہیں ہے۔ ناظرین، بلکہ ارسال نماز کی نہ ہیئت ہے اور نہ ہی اس میں اسکی اجازت ہے جیسے حدیث شریف میں ہے "عن ابی ھریرۃ رضی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن السدل فی الصلوۃ رواہ ابو داود والترمذی، مشکوۃ ص۲۰۔

یعنی حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں لٹکانے سے منع فرمایا ہے، یہ حدیث حسن ہے (تحفۃ الاحوذی ص۲۹۶ جلد اول) یہاں پر یہ بیان نہیں ہے کہ کونسی چیز نہ لٹکائے یا کھولے اور لفظ "سدل" شرع میں کپڑوں، بالوں اور اعضاء بدن کے لٹکانے پر مستعمل ہوتا ہے کپڑوں کیلئے جیسے "مر برجل سدل ثوبہ" (طبرانی) قال الجوہری سدل ثوبہ ای ارخاہ (تحفۃ الاحوذی ص۲۹۵ جلد اول) اور بالوں کیلئے بخاری ص۳۰۶ میں ہے "وکان اہل الکتاب یسدلون اشعارہم وکان المشرکون یفرقون رؤسہم فسدل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ناصیتہ ثم فرق بعد" یہاں بالوں کے لٹکانے پر "سدل" کا لفظ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بولا گیا ہے فتح الباری ج ۱ ص ۲۰ میں ہے "کان لعمان اهل الکتاب یسدلون اشعارهم بسکون السین وکسر الدال المهملتین ای یرسلونها" اور قسطلانی ج ۶ ص ۳ میں ہے "یرسلون شعورنا صیتهم علی جباهم" اھ اور نووی شرح مسلم ج ۲ ص ۲۵۸ میں ہے "قال القاضی سدل الشعر ارساله ... یقال سدل شعره وثوبه اذا ارسله ولم یضم جوانبه" اھ اور بعض کیلئے بخاری ج ۱ ص ۲۰۵ میں ہے "اذ نحن بامرأة سادلة رجلیها بین مزادتین" اس حدیث میں اعضاء کے ارسال ولٹکانے کو "سدل" کہا گیا ہے اور نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۲۴ میں ہے "السادلة المرسلة المدلیة" اھ اور قسطلانی ج ۲ ص ۲۳۹ میں ہے "اذ نحن بامرأة سادلة بالسین والدال المهملتین ای مرسلتین" اھ اور حاشیہ بخاری ج ۱ ص ۴۵ میں ہے "قال الکرمانی السادلة المرسلة" اھ ان روایات وعبارات سے واضح ہے کہ سدل کا اطلاق آل اعضاء کپڑوں سب کے "ارسال" پر بولا جاتا ہے اور لغت شرح میں "سدل" و "ارسال" ایک سا ہیں اور وحید اللغات ق ۶۹ پ ۲ میں ہے "سدل" لٹکانا چھوڑ دینا" اھ اور علامہ عبد الرؤف مناوی "فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج ۶ ص ۳۱۱" میں حدیث "نهی عن السدل" کی شرح میں لکھتے ہیں "والمراد سدل الید وهو ارسالها" اھ اور چونکہ حدیث میں کسی خاص چیز کا نام نہیں ہے اس لئے تینوں کے "سدل" (لٹکانے) کو شامل ہے اور لفظ مشترک سب معانی پر محمول ہوگا بشرطیکہ ایسا تعارض واقع نہ ہو کہ ایک معنی لینے سے دوسرا متعذر ہو جائے (مقدمہ التفسیر ص ۴۰۲ للراغب الاصفہانی نیل الاوطار للشوکانی ج ۲ ص ۶۵ تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۳۱) اور چونکہ اس جگہ سب معانی پر محمول کیا جا سکتا ہے لہٰذا نماز کے اندر اعضاء، بالوں اور کپڑوں سب کا سدل وارسال ممنوع ہوا۔ الحاصل نماز میں ہاتھوں کو لٹکانا کسی طرح درست نہیں ہے نیز دنیا کو معلوم ہے کہ شیعہ مذہب والے رکوع سے پہلے خواہ دونوں ہاتھ کھولتے ہیں اور ہم رکوع سے پہلے ان کی مخالفت کرتے ہیں اور بعد میں انکی موافقت کرتے ہیں تلک اذاً قسمة ضیزی (یہ تو نا انصافی ہے) حالانکہ رکوع کے بعد جو قیام ہے وہ بھی نماز کا ایک رکن ہے اور اسکا مستقل حکم ومستقل ہیئت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے اس میں بھی شیعوں سے مخالفت ضروری ہے الغرض جس کام کا قرآن و حدیث میں ثبوت نہ ہو اور وہ غیر قوم میں سے کسی بھی فرقہ کا شعار ہے تو اس میں انکی مخالفت لازمی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "من تشبہ بقوم فھو منھم" رواہ احمد (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۵ الجامع الصغیر للسیوطی صفحہ ۱۵۱ ج ۲) یعنی جس قوم سے کوئی شخص مشابہت کریگا تو وہ انہیں میں سے ہے، پھر اسطرح شیعوں سے مشابہت نامناسب ہے کیونکہ یہ کام (ہاتھوں کا لٹکانا یا کھولنا ہے) قرآن و حدیث میں ثابت نہیں ہے بلکہ نماز میں کھڑے ہونے کی حالت کی مسنون ہیئت یہ ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں پر رکھے اور باندھ کر کھڑا ہو۔ اسکے لئے ذیل میں حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

دلیل ۱: عن علقمۃ بن وائل بن حجر عن ابیہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان قائما فی الصلوٰۃ قبض بیمینہ علی شمالہ (نسائی صفحہ ۱۴۱ ج ۱)	علقمہ بن وائل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز میں جب بھی کھڑے ہوتے تھے تو اپنے دایاں ہاتھ سے بایاں ہاتھ کو پکڑ کر باندھ لیتے تھے۔

اس روایت سے ثابت ہوا کہ نماز میں ہر کھڑے ہونے کے وقت سنت ہاتھوں کا باندھنا ہے نہ کھولنا اور رکوع کے بعد بھی کھڑا ہونا ہے نہ بیٹھنا نہ سونا اس لئے اس وقت بھی ہاتھوں کو باندھ لینا سنت ہے نہ کھولنا کیونکہ راوی یوں نہیں کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلانہ قیام (کھڑا ہونا) میں ہاتھ باندھے اور فلانہ میں کھولے تھے ایسی تقسیم ہم کو اپنی طرف سے کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اور نہ ہی ایسے الفاظ ہم حدیث میں بڑھا سکتے ہیں۔ بلکہ راوی کے لفظوں میں صاف بیان ہے کہ نماز کے اندر جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی حالت آتی تھی تو آپ وضع (ہاتھ باندھنا) فرماتے تھے کیونکہ حدیث میں لفظ "الصلوٰۃ" آیا ہے جسکے معنی ہیں "نماز میں" یعنی نماز کے اندر اور نماز "اللہ اکبر" سے شروع ہوتی ہے اور "السلام علیکم" پر ختم ہوتی ہے تو ثابت ہوا کہ ساری نماز کے اندر جتنی مرتبہ بھی کھڑا ہو ہاتھ باندھ کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھڑا ہونا چاہئیے اور کلمہ "اذا" عموم الزمان وکلیتہ الزمان کیلئے آتا ہے (نور الانوار ص۱۴۶) پس نماز کی ہر کھڑے ہونے کی حالت اس حکم میں داخل ہوگی۔

(اعتراض) :- راوی علقمہ کا اپنے باپ وائل سے سماع (سننا) ثابت نہیں ہے۔

جواب اولاً :- ایسے کہنے والوں نے صرف اس لئے کہا ہے کہ انکو اسکے سماع کا ثبوت نہیں ملا ہے۔ لیکن جن کو ثبوت ملا ہے انھوں نے ایسی تصریح کردی ہے۔ چنانچہ سید المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (جنکا شرط اس باب میں سب محدثین سے سخت ہے) نے تاریخ کبیر ص۱۴۱ ج۴ ق۱ میں لکھا ہے کہ "سمع اباہ" یعنی علقمہ نے اپنے والد وائل سے (حدیثوں کو) سنا ہے یعنی سماع ثابت ہے۔ ایضاً امام ترمذیؒ نے اپنی سنن ج۱ ص۱۹۵ میں فرماتے ہیں کہ "وعلقمہ بن وائل بن حجر سمع من ابیہ" یعنی علقمہ نے اپنے باپ وائل سے حدیثیں سنی ہیں اور ان اماموں کا یہ دعویٰ اس بنا پر ہے کہ انکو سماع کا ثبوت ملا ہے اس لئے یہ شبہ باقی نہیں رہا کیونکہ من عرف الشئ حجۃ علی من لم یعرفہ۔ ثانیاً علقمہ نے کئی روایتوں میں اپنے باپ سے سماع کی تصریح کردی ہے اور "حدثنی" وغیرہ جیسے الفاظ استعمال کئے ہیں جیسے کہ صحیح مسلم ص۴۶ ج۲ سنن نسائی ص۱۴۶ ج۱ جزء رافع الیدین للبخاری ص۱۸ (طبع ملتان) میں ایسی روایتیں موجود ہیں اور ثقہ راوی جب سماع کی تصریح کردے تو پھر انکی روایتیں محمول علی السماع ہوں گی کما تقرر فی الاصول۔ ثالثاً صحیح مسلم صحیح ابن حبان اور صحیح ابوعوانہ میں علقمہ کی اپنے باپ سے روایت کی ہوئی حدیثیں موجود ہیں اسلئے ایسی روایتیں قابل قبول ہوتی ہیں۔ رابعاً نیز امام حاکم نے بھی مستدرک ص۲۳ ج۲ میں اسکی روایت داخل کی ہے اور اسکو صحیح کہا ہے اور حافظ ذہبی نے بھی تلخیص میں اسکو صحیح مانا ہے۔ اور اسی طرح حافظ ابن حجر نے بلوغ المرام ص۶۵ باب "صفۃ الصلوٰۃ" میں سلام کی بابت ابوداؤد کے حوالہ سے اسکی ایک روایت لاکر اسکو صحیح کہا ہے۔ الغرض یہ حدیث صحیح ہے اسکے سب راوی ثقات ہیں اور سند میں ارسال یا انقطاع کا کوئی شبہ نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراض: وائل کی روایت مشکوٰۃ وغیرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی صفت کے بیان میں ہے اور اس میں صرف رکوع سے پہلے ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت سے مراد خاص وہی قیام ہے

جواب اولاً: اس روایت میں رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کا انکار نہیں ہے اور نہ ہی راوی یہ کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد ہاتھ نہیں باندھے اور اس حدیث میں عموم ہے جو ہر قیام کو شامل ہے اور عموم میں زیادہ بیان ہے اور دوسری روایت میں خصوصیت کا کوئی ذکر نہیں لہٰذا عام عام ہی رہیگا ثانیاً اس روایت میں جسطرح بعد از رکوع باندھنے کا ذکر نہیں ہے اسیطرح کھولنے کا بھی نہیں ہے اور یہ امر مبہم رہیگا کہ نمازی اس وقت کیا کرے اور یہ حدیث (جو کہ یہاں ذکر ہوئی) عام ہے اور قطعی فیصلہ کر کے اس مشکل کو حل کر دیتی ہے کہ چونکہ یہ بھی کھڑا ہونا ہے اسلئے ہاتھ باندھے ہی جائینگے ثالثاً ہر ایک حدیث مستقل اور اپنا حکم بتاتی ہے اور ایک کو دوسری پر محمول اسوقت کیا جا سکتا ہے جبکہ دونوں پر عمل ناممکن ہو اور جہاں دونوں پر عمل ہو سکتا ہو جیسا کہ اس جگہ ہے ایسی صورت میں ایک حدیث دوسری پر محمول نہیں کی جا سکتی (ارشاد الفحول ص۱۷۲ للشوکانی) رابعاً خود وائل نے دوسری حدیث میں بعد الرکوع ہاتھ باندھنے کا صاف ذکر کیا ہے جیسا کہ دلیل ۵ میں آئیگا اور وہاں رکوع سے قبل کھولنے یا باندھنے کا کوئی ذکر نہیں تو پھر کیا ایسا کہا جا سکتا ہے کہ یہ حدیث (دلیل ۵) اس پر محمول ہوگی کہ اور قیام قبل الرکوع اس میں داخل نہیں حاشا وکلا عموم سب کو شامل ہے خامساً بلکہ وائل کا ایک جگہ رکوع سے پہلے ذکر کرنا اور دوسری جگہ بعد میں کرنا صاف بتاتا ہے کہ یہ سنت ہر قیام کیلئے ہے خواہ رکوع سے قبل ہو یا بعد

دلیل ۲: علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب "الجامع الصغیر" ص۹۱ ج۲ میں ایک حدیث مذکور ہے۔

"کان اذا قام فی الصلوٰۃ قبض علی شماله بیمینه (طب عن وائل بن حجر)

جناب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی نماز کے اندر کھڑے ہوتے تھے تو اپنے بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس روایت کو علامہ سیوطی رحؒ نے (ح) کا نشان لگا کر حسن اور معتبر کہا ہے۔ اس روایت سے بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہوا کہ نماز میں داخل ہونے کے بعد جتنی دفعہ بھی نمازی کھڑا ہوگا تو ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوگا یہاں بھی کلمہ "اذا" ہے جو عموم کی معنی دیتا ہے اس کی مثال جیسا عا "اذا کبر الامام فکبروا" (جب امام تکبیر کہے تم بھی کہو) یہاں امام کی سب تکبیریں مراد ہیں عا "کان یرفع یدیہ اذا کبر واذا رفع" (ہاتھ اٹھاتے تھے جب تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے) یہاں ہر نماز کی تکبیر تحریمہ اور ہر رکوع مراد ہے عا "اذا سجد سجد بین کفیہ" (جب سجدہ کرتے تو ہاتھوں کے درمیان کرتے) یہاں سب سجدے مراد ہیں عا "اذا قام الی الصلوٰۃ کبر" (جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تھے تو تکبیر کہتے تھے) اس سے یہ مراد ہے کہ ہر نماز تکبیر سے شروع ہوتی ہے اسی طرح "اذا قام" (جب کھڑے ہوتے تھے) میں بھی کھڑے ہونے کی سب حالتیں مراد ہیں اور جو لوگ رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کے قائل نہیں وہ یا تو یوں کہیں کہ رکوع کے بعد کھڑا ہونا ہی نہیں ہے اور یا وہ پھر ایسا ثبوت دیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قیام (بعد الرکوع) میں ہاتھ نہیں باندھے بلکہ کچھ اور کام کیا "ولیس لہم الی ذالک سبیل" یقیناً وہ بحمدہ تعالیٰ نہ رکوع کے بعد کھڑے ہونے کا انکار کر سکتے ہیں اور نہ کوئی ایسی حدیث دکھا سکتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد الرکوع ہاتھ کھولے ہیں یا کچھ اور کیا ہے لہذا حکم عام اپنے عموم پر رہیگا اور وضع کا حکم ہر قیام کیلئے ہوگا۔

اعتراض:- یہ دونوں روایتیں (دلیل ۱، ۲) نص نہیں ہیں ان میں صرف اشارہ ہے۔

جواب۔ اولاً اس سے زیادہ کیا نص چاہیئے کہ اس میں ہر کھڑے ہونے کی حالت میں وضع کا حکم ہے اور رکوع کے بعد بھی قیام ہے۔ ثانیاً اگر نص سے یہ مطلب ہے کہ اس میں "بعد الرکوع" کے لفظ نہیں ہے تو اس میں "قبل الرکوع" بھی تو نہیں ہے۔ اس طرح یہ روایت کسی مسئلہ کیلئے نص نہ رہی حالانکہ ہر ایک روایت پہلے کسی ایک ہی مسئلہ کیلئے نص ہوتی ہے اور بعد میں اشارۃً اس سے اور مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔ لہذا یہ ماننا پڑیگا کہ یہ روایت ہر قیام میں وضع کیلئے نص ہے ثالثاً اگر بالفرض تسلیم کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے کہاں میں صرف اشارہ ہے لیکن جس اشارہ کی عبارت معارض نہ ہو وہ بھی حجت ہے کما تقرر فی الاصول سالفاً نسب مسائل دینیہ منصوص نہیں ہیں بلکہ کئی مسائل اشارۃً ماخوذ ہیں۔

اعتراض: اذا قضیہ کو مہملہ بناتی ہے اور وہ ملازم جزئیہ ہوتا ہے۔

جواب: مہملہ جزئیہ پر صادق ضرور آتا ہے مگر اس پر منحصر نہیں ہے جیسے مات الانسان مات نبیدپر صادق آتا ہے مگر یہ نہیں مات عمرو پر نہیں آسکتا ہے یہ اعتراض اس وقت وارد ہوسکتا ہے جبکہ جزئیہ پر منحصر ہوتا ہو ثانیاً جزئیہ پر منحصر کرنا عموم بلوی کو مستلزم ہے قرآن میں ہے" اذا جاء اجلہم لایستأخرون ساعۃ ولا یستقدمون (الاعراف ع پ) واذا اراد اللہ بقوم سوء فلا مرد لہ (الرعد ع پ) وغیرہ من الآیات اور احادیث میں " اذا قام الی الصلوٰۃ کبر" اذا قال ولا الضالین قال آمین" اذا قام من اللیل یشوص فاہ بالسواک وغیرہ ۔ ثالثاً مہملہ عموم کو مانع نہیں ہے الا وہ فرد جسکے شمول سے کوئی مانع موجود ہو جیسے آیت " اذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا (الاعراف) کو مقتدی کے شامل ہونے سے احادیث مانع ہیں اور آیتہ " اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم الایہ کو حدیث " یصلی الصلوٰۃ بوضوء واحد صارف ہے اور جہاں کوئی صارف یا مانع نہیں ہے وہاں عموم ہی رہے گا کما نحن فیہ

دلیل ۳ عن سہل بن سعد انہ قال کان الناس یؤمرون ان یضع الرجل الید الیمنٰی علی ذراعہ الیسرٰی فی الصلوٰۃ" بخاری ج ۱ ص ۱۰۲ | سہیل بن سعد سے روایت ہے کہ (زمانہ نبوی میں) لوگوں کو یہ حکم تھا کہ (نماز میں) ہر ایک مرد اپنا دایاں ہاتھ بائیں کلائی پر رکھے۔

اس قسم کی روایتیں مرفوع کے حکم میں ہوتی ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا امر کرنے والا کوئی دوسرا نہیں تھا جیسے کہ کتب اصول حدیث کفایہ للخطیب شرح النخبہ مقدمہ ابن الصلاح تدریب الراوی فتح المغیث وغیرہ میں مذکور ہے۔ یہ روایت بھی مدعی کے اثبات میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالکل واضح ہے کیونکہ یہاں نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم ہے اور "ادنیٰ ما یطلق علیہ الصلوٰۃ" یعنی کم از کم جسکو نماز کہا جائے ایک رکعت ہے۔ حدیثوں میں ایک رکعت وتر آیا ہے کما اخرجہ السنن والدارمی واحمد والحاکم والدارقطنی والبیہقی والمروزی وغیرھم اسی طرح صلوٰۃ الخوف بھی ایک رکعت آئی ہے کما اخرجہ ابوداؤد، والبخاری فی جزئہ۔ اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ کھڑا ہو کر رکوع کیا جاتا ہے اور رکوع کے بعد پھر کھڑا ہونا پڑتا ہے پھر ایک سجدہ کرکے بیٹھنا ہے اور پھر دوسرا سجدہ کرکے بیٹھنا پڑتا ہے گویا کہ پوری رکعت سات ارکان کا مجموعہ ہے یعنی دو قیام، دو سجدے، دو جلسہ ایک رکوع۔ اور اس حدیث میں کسی خاص رکن کا ذکر نہیں ہے بلکہ مطلق نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم ہے جسکا ظاہر مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ حکم سب حالتوں کیلئے ہے اور ہر رکن میں وضع کیا جائے لیکن چونکہ رکوع کیلئے الگ حکم وارد ہے کہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھے جائیں (ابوداؤد دارمی مشکوٰۃ ص۷۶) اور سجود کیلئے بھی الگ حکم ہے کہ زمین پر ہاتھ رکھنے چاہئیں (بخاری مسلم، مشکوٰۃ ص۷۶) اور جلسہ میں گھٹنوں اور رانوں پر ہاتھوں کے رکھنے کا حکم ہے (ابوداؤد ص۱۰۱، مشکوٰۃ ص۸۵) اس لئے رکوع، سجدہ، جلسہ کی حالتیں اس حکم میں داخل نہیں کی جاسکتی باقی کھڑے ہونے کی حالتیں رہتی ہیں لہٰذا یہ حکم انکے لئے سمجھا جائیگا اور اس میں ایک قیام (یعنی قبل الرکوع) کو داخل کرنا اور دوسرے (یعنی بعد الرکوع) کو اس سے خارج کرنا بلا دلیل جائز نہیں ہے اور جو لوگ اسکے مدعی ہیں وہ مکلف ہیں کہ کوئی ایسی روایت پیش کریں جس میں رکوع، سجدہ اور جلسہ کی طرح قیام بعد الرکوع کیلئے ہاتھ باندھنے کے علاوہ کوئی دوسرا حکم وارد ہو و اذ لیس فلیس الحاصل یہ حدیث بھی ہمیں حکم دیتی ہے کہ نماز کے اندر ہر قیام (کھڑے ہونے کی حالت) میں ہاتھ باندھے جائیں۔

دلیل ۱۲: عن ھلب رضؓ قال کان یؤمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیاخذ شمالہ بیمینہ (ترمذی ص۳۴ ج۱ بیہقی ص۲۹ ج۲)	حضرت ھلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو امام ہو کر نماز پڑھاتے تھے اور بایاں ہاتھ دایاں سے پکڑتے یعنی باندھ لیتے تھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس روایت میں بھی مطلق نماز کا ذکر ہے اور اوپر ذکر ہوا کہ رکوع، سجدہ اور جلسہ میں ہاتھوں کیلئے خاص حکم وارد ہے لہٰذا اس روایت میں صرف کھڑے ہونیکی حالتوں میں ہاتھوں کو باندھنا مراد ہوگا ہر پہلی رکعت ہو خواہ دوسری یا تیسری یا چوتھی قبل الرکوع ہو یا بعد

دلیل ۵: عن ابن عباس رضؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا معشر الانبیاء امرنا بتعجیل فطرنا وتاخیر سحورنا وان نضع ایماننا علی شمائلنا رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد)

ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا کہ ہم نبیوں کو (خدا کی طرف سے تین کاموں کا) حکم ہوا ہے روزہ افطار کرنے میں جلدی کریں اور سحری کھانے میں دیر کریں اور نماز میں دایاں ہاتھ بائیں پر رکھیں

یہ حکم بھی ہر کھڑے ہونے کی حالت کیلئے ہے کیونکہ اس عموم سے صرف رکوع، سجود و جلسہ کی تخصیص کا دلیل وارد ہے باقی قیام اول خواہ دوم کسی کی تخصیص یا استثناء کرنے کیلئے کوئی دلیل نہیں ہے اور یہ ناممکن ہے کہ یہ حکم قیام قبل الرکوع کیلئے خاص ہو اور حکم کرنیوالا (یعنی اللہ تعالیٰ یا اسکا رسول صلی اللہ علیہ وسلم) اسکی وضاحت نہ کرے بلکہ مطلق کھڑے ہونیکی حالت میں حکم فرمائے اسلئے ایسا مطلق حکم ہر قیام کو شامل رہیگا۔ ہمیں اپنی طرف سے یہ حق کبھی حاصل نہیں ہے کہ بلا دلیل خداوند تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی عام حکم کو کسی ایک حالت یا رکن کیلئے خاص کریں یا انکے مجموعی حکم کی تفریق کریں یا الگ الگ حصوں میں تقسیم کریں، ام لہم شرکاؤا شرعوا لہم من الدین ما لم یاذن بہ اللہ الشوریٰ ع ۳ پ ۲۵ (یعنی کیا ان کیلئے اللہ کے شرکاء (حصہ دار) ہیں جو کہ انکیلئے خدا تعالیٰ کی اجازت کے بغیر شریعت بنا دیتے ہیں؟) پس جو حکم اللہ تعالیٰ نے ملا کر بھیجا ہے اسکو بلا دلیل شرعی حصے کرکے بانٹنا کہ یہ حکم رکوع سے قبل کیلئے ہے بعد کیلئے نہیں ہے یہ تو بعینہ اپنی طرف سے خدا کی اجازت کے بغیر شریعت میں اضافہ کرنا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل ۷:- عن وائل قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین کبر رفع یدیہ ثم حین قال سمع اللہ لمن حمدہ رفع یدیہ ورأیتہ ممسکا یمینہ علی شمالہ فی الصلوٰۃ (مسند احمد ص ۳۱۸ ج ۴)

وائل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ تکبیر تحریمہ اور رکوع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو اوپر اٹھاتے تھے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہکر رکوع سے سیدھے ہوتے تھے تو بھی ہاتھ اٹھاتے تھے اور میں نے آپکو نماز میں دایاں ہاتھ بایاں پر باندھے ہوئے دیکھا۔"

یہ روایت بھی مسئلہ کو خوب واضح کردیتی ہے کیونکہ یہاں حضرت وائل رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رکوع سے قبل ہاتھ باندھنا نقل نہیں کرتا بلکہ رکوع سے قبل اور بعد دونوں حالتوں کو ذکر کرنے کے بعد کہتا ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں دایاں ہاتھ بایاں پر باندھے ہوئے دیکھا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) رکوع سے پہلے خواہ بعد ہر کھڑے ہونے کی حالت میں ہاتھ باندھ لیتے تھے نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ حکم قیام اول کیلئے خاص نہیں ہے۔

اعتراض:- اسکی سند میں راوی عاصم بن کلیب ہے جسکا تفرد حجت نہیں ہے کما فی المیزان والتھذیب وغیرہما۔

جواب:- اس مسئلہ کا ثبوت خود وائل رضی اللہ عنہ کی متعدد روایات سے ہوتا ہے لہذا تفرد کا سوال ہی نہیں رہتا بالخصوص آئندہ دلیل جیسے کہ وہاں بیان ہوگا۔

دلیل ۸:- عن وائل الحضرمی رضی اللہ عنہ قال صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکبر حین دخل ورفع یدیہ وحین اراد ان یرکع رفع یدیہ وحین رفع رأسہ من الرکوع رفع یدیہ ووضع کفیہ وجافی وفرش فخذہ الیسری من الیمنی واشار باصبعہ السبابۃ (مسند احمد ص ۳۱۶ ج ۴)

حضرت وائل حضرمی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی آپ اللہ اکبر کہکر نماز میں داخل ہوتے تھے اور دونوں ہاتھ مبارک اٹھائے اور جب رکوع کا ارادہ کیا تب بھی دونوں ہاتھ مبارک اٹھائے اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو دونوں ہاتھ مبارک اٹھائے اور دونوں ہاتھ رکھدیئے اور (سجدہ میں)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اپنے ہاتھوں کو بدن سے دور رکھا اور (جلسہ میں) بائیں ران کو ایڑی سے (ٹیک) بچھایا اور تشہد انگلی سے اشارہ کیا۔

تنبیہ: یہ روایت عاصم بن کلیب سے شعبہ نقل کرتا ہے اس لئے اسکے تفرد کا سوال ہی نہیں رہا کیونکہ شعبہ اپنے اساتذہ سے وہ حدیثیں روایت کرتا ہے جو صحیح ہوتی ہیں (فتح الباری ج۱ ص۱۵)

پس اس حدیث کی صحت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہا اور اس میں صریح الفاظ ہیں کہ "حین رفع رأسه من الرکوع رفع یدیه ووضع کفیه" یعنی اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو بھی دونوں ہاتھ مبارک اٹھائے اور دونوں ہاتھ رکھ دیئے" اور اس جملہ میں "ووضع کفیه" میں واو حرف عطف ہے اور معطوف و معطوف علیہ کا ظرف ایک ہے یعنی "وحین رفع رأسه من الرکوع" اور اس سے مراد "رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ" لینا غلط ہوگا اس لئے کہ رکوع کا پہلے ذکر ہو چکا ہے اور یہاں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کا ذکر ہے اس طرح سجدہ میں زمین پر ہاتھ رکھنا مراد لینا بھی غلط ہے اسلئے کہ بلا وجہ سلسلہ کلام کو توڑ کر جملہ "ووضع کفیه" میں واو کو استیناف کرنا درست نہیں ہاں مجافاۃ اور افتراش دونوں قیام کی حالت میں متعذر ہیں اور ان میں سے کوئی ایک "حین" کا مظروف نہیں ہو سکتا ہے لہذا جملہ "وجافی" کا واو استیناف کا ہوگا اور چونکہ مجافاۃ کی محل مبہم ہے لہذا بموجب قانون الحدیث یفسر بعضه بعضا دوسری حدیث سے اسکی تعیین تلاش کی گئی اور حدیثوں میں مجافاۃ کا ذکر رکوع و سجدہ دونوں میں آیا ہے اور رکوع کا ذکر پہلے گزر چکا ہے لہذا یہاں مراد مجافاۃ فی السجدۃ ہوگی اسی طرح افتراش بھی جلسہ کی حالت میں ہوگی باقی پہلے جملہ "ووضع کفیه" میں کوئی ابہام نہیں ہے فتدبر۔

"الشبہ اربعہ"

بعض کا کہنا ہے کہ چاروں ائمہ کرام حضرات امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ امام مالکؒ و امام احمد بن حنبلؒ میں سے کسی سے بھی رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا ثابت نہیں مگر یہ بالکل غلط اور قلت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطالعۂ کتب کا نتیجہ ہے کہ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ سے کوئی ایسی تفریع نظر نہیں آئی بلکہ دونوں سے بغیر تفریق قبل الرکوع یا بعدہ کے مطلقاً ہاتھ باندھنا منقول ہے اور امام احمد بن حنبلؒ ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔ جیسے فقہ حنبلی کی عبارتوں میں ذکر ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح امام حنیفہ اور صاحبین (انکے دو بڑے تلمیذ خاص امام ابو یوسف اور امام محمد بن الحسن) سے بھی مروی ہے چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب "کبیری شرح منیۃ المصلی" ص۳۹۲ میں ہے کہ

"ذکر السید الامام ابو الشجاع للملتقط انہ یأخذ الیسری بالیمنی فی ثلث القومۃ علی قولہما	کتاب "ملتقط" کے مصنف سردار ابو شجاع نے ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق نمازی رکوع کے بعد کھڑے ہونے کی حالت میں بائیں ہاتھ دائیں سے پکڑے (یعنی ہاتھ باندھے) رہے

اور اسی طرح حنفی مذہب میں چوٹی کا عالم علامہ ابو بکر کاسانی جو ملک العلماء (عالموں کا فرشتہ یا عالموں کا بادشاہ) کے لقب سے مشہور ہوا اپنی مایہ ناز کتاب "بدائع الصنائع" ج۱ ص۲۰۱ میں لکھتے ہیں کہ

(۳۳) وعند الشہری عن ابی حنیفۃ ومحمد ان یضعہما کما یضع یمینہ علی یسارہ فی الصلوٰۃ	امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ سے مروی ہے کہ نماز میں رکوع کے بعد بھی نمازی دایاں ہاتھ بایاں پر رکھ کر باندھ لے۔

ناظرین سید ابو شجاع ان تین بار حنفیہ میں سے ایک ہیں جن کی متفق علیہ فتویٰ ہی علماء کے ہاں معتبر سمجھی جاتی تھی باقی دو کے نام یہ ہیں علی بن الحسین سغدی اور حسن ماتریدی (الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ ص۱۰۱ مصنفہ علامہ عبدالحی لکھنوی) اور علامہ کاسانی بہت بڑا فقیہ اور خلافیات پر بڑا عبور رکھنے والا تھا (الجواہر المضیۃ فی الطبقات الحنفیہ ص۲۴۴ مصنفہ علامہ عبدالقادر قرشی حنفی) ان دونوں کی روایت سے ثابت ہوا کہ تینوں ائمہ ابو حنیفہؒ ابو یوسفؒ امام محمدؒ بھی اسکے قائل تھے،

اعتراض: یہ روایت ظاہر روایت (جس میں ہاتھ کھولنے کا ذکر ہے) کے خلاف ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: اولاً اس روایت کے صحت و مقبول ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ خود یہ دونوں حضرات ابو الشجاع اور کاسانی اس روایت کے موافق اور اس قول کو اختیار کرنے والے ہیں ان کے علاوہ اور فقہاء نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے جیسے کہ آگے انشاء اللہ تعالیٰ عبارتیں آئنگی۔ ثانیاً اسکا خود کاسانی نے جواب دیا ہے کہ حدیث میں مطلقاً وضع کا حکم ہے اور یہی اقرب الی الخشوع ہے جیسے کہ آگے عبارت آئیگی پس یہ روایت بوجہ موافق ہونے حدیث کے اور قریب قیاس ہونیکے مقبول ہے ثالثاً جو غیر ظاہر روایت اصول حنفیہ کے موافق ہو وہ ان کے ہاں قابل ترک نہیں ہے کما فی امام الکلام ص۵۶ نقلا عن غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی" اور یہ روایت بھی اصول حنفیہ کے موافق ہے کیونکہ انکا قاعدہ ہے کہ "کل قیام فیہ ذکر مسنون فقیہ الوضع وکل قیام لیس کذا ففیہ الارسال (شرح الوقایہ ص۱۳۰ ج۱ ہدایہ ص۸۶ ج۱) یعنی جس قیام میں دعا مسنون ہے اس میں ہاتھ باندھے جائیں جس میں ایسا نہیں اس میں کھولے جائیں۔ چونکہ قیام بعد الرکوع میں بھی دعا مسنون ہے۔ حدیثوں میں مروی ہے لہذا خود حنفیوں کا اصول مقتضی ہے کہ ہاتھ باندھے جائیں نہ کہ کھولے جائیں لہذا یہ روایت معتبر قابل اخذ رہی اور بنا علیہ کی۔

"علماء حنفیہ"

بھی اسکے قائل ہوتے ہیں چنانچہ علامہ عینی بنایہ شرح ہدایہ ص۶۱۱ ج۱ میں لکھتے ہیں کہ "علما" وبہ قال ابو علی النسفی والحاکم ابو علی نسفی حاکم عبد الرحمٰن اور اسماعیل زاہد عبد الرحمٰن واسمٰعیل الزاھد" اسی رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔ یہ تینوں حضرات اپنے اپنے وقت میں حنفی مذہب کے امام و مفتی مانے جاتے تھے، انکا ترجمہ الفوائد البھیۃ علی التربیت ص۶۶، ص۹۳، ص۴۲ میں موجود ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۱" وهو مختار السيد ابي الشجاع صاحب الملتقط" (كبيرى شرح المصلى ص۲۹۲)

سید ابو شجاع نے اسی (رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے) کو اختیار کیا ہے۔

۲۲۔ في الجامع الاصغر اذا رفع المصلي رأسه من الركوع يطمئن قائما ويضع يده اليمنى على اليسرى حتى ينحط للسجود (عيني شرح هدايه ج۱ ص۶۱۱، سعايه شرح شرح الوقايه لكهنوي ج۲ ص۱۵۱)

جامع اصغر (مصنفہ فقیہ ابو سلمہ) میں ہے کہ نمازی جب رکوع سے سر اٹھائے تو کھڑا ہو کر اطمینان سے اور سجدہ کیلئے جھکنے تک دایاں ہاتھ بایاں (پر باندھے) رکھے

ناظرین ابو سلمہ فقیہ تین واسطوں سے امام محمدؒ کے شاگرد ہیں (الجواهر الفقيه ج۲ ص۱۱، الفوائد البهيه ص۲۵۲)

۲۳۔ علامہ کاسانی لکھتے ہیں کہ:۔

والصحيح جواب ظاهر الرواية لقوله صلى الله عليه وسلم انا معشر الانبياء امرنا ان نضع ايماننا على شمائلنا في الصلوة من غير فصل بين حال وحال فهو على العموم الا ما خص بدليل ولان القيام من اركان الصلوة والصلوة خدمة الرب تعالى وتعظيم له والوضع في التعظيم ابلغ من الارسال (بدائع الصنائع ج۱ ص۲۰۱)

ظاہر روایت (جس میں بعد الرکوع ارسال کا ذکر ہے) کا یہ جواب ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہم نبیوں کو نماز میں دایاں ہاتھ بایاں پر رکھنے (یعنی باندھنے) کا حکم ہے (یہ حدیث دلیل ۵ میں گزر رہی) آپ کسی حالت (رکوع سے قبل یا بعد) کی تخصیص نہیں ہے لہٰذا یہ حکم عام رہیگا مگر جس حالت کو دلیل خاص کر دے (اور یہاں تخصیص کی کوئی دلیل نہیں ہے) نیز کھڑا ہونا نماز کا رکن ہے اور نماز خدا کی خدمت اور تعظیم ہے اور ظاہر ہے کہ خدا کا ادب و تعظیم ارسال (ہاتھوں کے کھلے رکھنے) کی نسبت باندھنے میں زیادہ ہے۔

۲۴۔ هذا اذا طال القيام فيضع (درمختار طبع مجتبائی ص۰۲)

یعنی رکوع کے بعد اور تکبیرات عیدین کے دوران اگر قیام لمبا ہو جائے تو ہاتھ باندھ لیے۔

ناظرین رکوع کے بعد قیام کرنا ضروری ہے رکوع سے سیدھا ہو کر جلدی سجدے میں جانا خلاف سنت ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا قال سمع الله لمن حمده قام حتى نقول قد اوهم (مشکوٰۃ ص۸۷ بحوالہ مسلم)	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ ہم کہتے تھے کہ آپ کو وہم پڑ گیا ہے۔

اور نیز مسلم شریف ص۱۹۱ کی ایک روایت میں آپ سے طویل دعا مروی ہے اور حضرت حذیفہؓ کی روایت میں ہے کہتے ہیں کہ

ثم قام طويلا قريبا من الركوع الحديث (صحیح ابو عوانہ ج۲ ص۱۳۶)	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد الرکوع رکوع کے قریب لمبا قیام فرمایا۔

پس جبکہ اتنی لمبائی کرتے ہے تو ہاتھ باندھنے ضروری ہوئے دراصل لوگوں نے اس قیام کی اہمیت کو بھلا دیا ہے اس لئے ہاتھ باندھنے سے غافل ہیں۔

۶ درمختار کی اس عبارت کے تحت میں علامہ طحطاوی لکھتے ہیں۔

وظاهره يعم اي قيام طال عليه فيضع في قيام صلاة التسابيح بين الركوع والسجود (طحطاوی حاشیہ درمختار ص۲۳ ج۱)	بظاہر یہ الفاظ ہر ایک قیام کو شامل ہیں اور بنا بریں تسبیح نماز کے بعد الرکوع کے قیام میں (نمازی) ہاتھ باندھ لینے چاہئیں۔

ناظرین تسبیح نماز میں بعد الرکوع ہاتھ باندھنے کو علامہ مخدوم عبد الواحد سیوستانی نے بھی اختیار کیا ہے اور اپنے بیاض (جو کہ بیاض واحدی کے نام سے مشہور ہے) میں اسکو اقوال فقہاء سے تحقیق کر کے ثابت کیا ہے اور یہ سب اس لئے قائل ہوئے ہیں کہ اس میں طوالت ہوتی ہے اور ذکر مسنون بھی ہے پس جبکہ رکوع کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیر تک کھڑا رہنا اور طویل دعا پڑھنا ثابت ہے تو پھر اس وقت ہاتھوں کا باندھنا ہی سنت ہے۔

۷ متاخرین احناف کے قابل فخر علامہ عبد الحی صاحب لکھنوی اس مسئلہ کے متعلق بحث طویل کے بعد لکھتے ہیں کہ

www.KitaboSunnat.com

لا مضائقة في اختياره بعد شهود	اس قول رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کے اختیار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موافقت للاصول
(سعایہ شرح شرح الوقایہ ص ۱۵۹/۲۲۰)

کرنے میں کوئی حرج و مضائقہ نہیں اسلئے کہ دلائل کی رو سے یہ عمل اگرچہ ظنی بر روایت ہی ہے مگر اصول حنفیہ سے اسکا موافق ہونا ظاہر ہو چکا ہے۔

الغرض فقہ حنفیہ میں بھی اسکا ثبوت قوی موجود ہے:۔

"علماء حنبلیہ"

کے متعلق حوالجات پڑھیں:۔

۱۔ ثم ان شاء ارسل یدیہ من غیر حبس احدھما علی الاخری وان شاء وضع یمینہ علی شمالہ نصًا ای نص احمد علی تخییرہ بینھما (کشاف القناع فی متن الاقناع)

پھر رکوع سے سیدھے ہونے کے بعد نمازی کو اختیار ہے چاہے ہاتھ لٹکا دے اور چاہے دایاں بایاں پر رکھ کر باندھ لے۔ امام احمد نے ایسے اختیار دینے کی تصریح کر دی ہے۔

ناظرین کرام امام احمد بن حنبلؒ کی تصنیف سے بھی اہم امور ظاہر ہوتے۔

(الف) یہ دعویٰ غلط ہوا کہ ائمہ اربعہ میں سے کوئی بھی اسکا قائل نہیں ہے۔

(ب) اسی طرح ارسال کے متعلق جو اجماع کا دعویٰ کیا جاتا ہے وہ باطل ہو گیا۔

(ج) آپ کی نظر میں ارسال کیلئے حدیث موجود نہیں تھی ورنہ اسی کو اختیار فرماتے۔

(د) بلکہ سلف میں اور مسائل کی طرح یہ مسئلہ بھی مختلف فیہا تھا چونکہ آپکو کسی ایک طرف کیلئے ترجیح معلوم نہیں ہو سکی لہذا دونوں کا اختیار دیا جیسا کہ امام ممدوح کے طریقہ اجتہاد سے ظاہر ہے مزید تسلی کیلئے اعلام الموقعین ص ۲/۱۲ ملاحظہ کیجئے۔

(ھ) یہیں سے ان کا یہ کہنا بھی غلط ہوا کہ ارسال تواتر عملی سے ثابت ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو امام صاحب موصوف صرف ارسال ہی کو اختیار کرتے اور دونوں کو اختیار کرنا بتاتا ہے کہ دونوں طرح کا عمل تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ :۔ جو مسئلہ سلف میں مختلف ہو اسکے لئے تحقیق ضروری ہے ہاں جب تک کہ کسی طرف کا راجح ہونا ظاہر نہ ہو تو پھر وہی فیصلہ ہے جو امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا لیکن یہاں بفضلہ تعالیٰ وضع کو ترجیح حاصل ہے جیسے کہ اوپر دلائل سے معلوم ہوا اور یہ صحیح نہیں کہ جو بات امام صاحب موصوف کو معلوم نہ ہو وہ کسی دوسرے کو بھی معلوم نہ ہو کیونکہ کم ترک الاول للآخر۔ ہمارے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ وضع کے بھی قائل ہیں اور اسی طرح فقہ حنبلی کی مشہور کتاب منتقی الارادات میں بھی ہے۔

۲ "اذا رفع المصلی من الرکوع فان شاء وضع یمینہ علی شمالہ وان شاء ارسلھا۔ شرح الزاد المستقنع ص۴۷)	جب نمازی رکوع سے سر اٹھائے پس اسکو اختیار ہے چاہے ہاتھ باندھ لے اور چاہے کھولدے۔

جب فقہ حنبلی میں بھی اسکا ثبوت ہے اور پھر بھی یہ کہنا کہ کوئی اسکا قائل نہیں خواہ مخواہ کی جرأت ہے۔ بلکہ علامہ ابو اسمٰعیل یوسف صاحب ہزاروی امام الخشوع میں لکھا ہے کہ ہم نے بہت سے حنابلہ کو ہاتھ باندھتے ہوئے دیکھا ہے۔ اسی طرح۔

"محدثین کرام"

میں سے کسی نے بھی یہ تصریح نہیں کی ہے کہ رکوع کے بعد ہاتھ کھولنا چاہئے اور نہ کسی سے عملاً بھی مروی ہے مثلاً مدینہ کے فقہاء سبعہ سالم بن عبداللہ بن عمرؓ، سعید ابن المسیب، عروہ بن الزبیر، القاسم بن محمد، عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، خارجہ بن زید، سلیمان بن یسار۔ جن کی فتوی پر سے حجاز میں چلتی تھی۔ پھر ائمہ کرام، حضرت مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ، امام اوزاعیؒ، امام ثوری امام ابن عیینہؒ، امام لیث بن سعدؒ، عطاءؒ۔ مغیرہؒ، حسن بصریؒ، ابراہیم نخعی، سعید بن جبیر طاؤس، مجاہد، عبداللہ بن المبارک۔ زہری، اسحٰق بن راہویہ، علی بن المدینی، حمیدی، یحییٰ بن معین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یحیی القطان، اصحاب صحاح ستہ بخاری، مسلم، نسائی، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، اور دارمی ابوحاتم، ابوزرعۃ، الرازی، محمد بن نصر المروزی ابن خزیمۃ، ابن حبان، داؤد اصبہانی مسدد، عبد ابن حمید ابن ابی شیبہ، عبد الرزاق طیالسی ابن قتیبۃ، ابویعلی، بزار، طبرانی دارقطنی، حاکم، بیہقی، ابن حزم، ابن جوزی، ابن تیمیہ، نووی، ابن حجر، شوکانی۔ وغیرہم کسی سے بھی ایسی تصریح نظر نہیں آئی بلکہ جس نے بھی کچھ کہا تو مطلق کھڑے ہونے کی حالت میں ہاتھ باندھنے کیلئے کہا ہے اور اس اطلاق کا یہی تقاضا ہے کہ حکم عام ہے اور قیام بعد الرکوع کو بھی متضمن ہے یا تو نہایت یہ ہو سکتا ہے کہ ان حضرات کا اس مسئلہ کی طرف خیال ہی نہیں گیا ہے لیکن جس کے ذہن میں یہ مسئلہ آئے وہ تو یقیناً تحقیق کا مکلف ہے اور تحقیق یہ چاہتی ہے کہ ہر وقوف و قیام میں وضع ہو نہ کہ ارسال نیز اس صورت میں ارسال کے مدعی، ان میں سے کسی کی شہادت پیش نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ جب ان کا خیال ہی اس طرف نہیں گیا ہے تو پھر ان کا کوئی فیصلہ بھی نہیں رہا۔ باقی قائلین بالوضع کے پاس تو دلائل ہیں اور وہ مسئلہ احادیث سے لیتے ہیں لہذا انکو کسی مزید شہادت کی حاجت نہیں بلکہ امام احمد بن حنبلؒ بذات خود باتفاق کافۃ العلماء اہلحدیث ہیں (مختصر بحث السخاویہ ص منہاج السنۃ لابن تیمیہ ج ۴ ص ۱۲۳) آپ سے تصریح ونص کا پایا جانا بھی عموم حکم کے قائل ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ :۔

ونستحب ان یضع المصلی یدہ الیمنی علی ظہر کوع یدہ الیسری فی الصلوٰۃ فی وقوفہ کلہ (المحلی ج ۳ ص ۱۱۴)	ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ نمازی اپنی نماز میں اپنے ہر کھڑے ہونے کی حالت میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں کے اوپر رکھے۔

اور چند روایات و آثار سے استدلال کیا ہے اور انکو اپنے عموم پر رکھا ہے۔ الغرض بعد الرکوع ہاتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باندھنا ثابت ہے اب بھی کئی لوگ اس پر عامل ہیں ، عرب ، مکہ و مدینہ بلکہ پورے حجاز میں کئی علماء اسکے قائل اور عامل ہیں ۔

ہاتھ نہ باندھنے والے

دو فرقے ہیں ایک ایسے ہیں کہ ہاتھ نیچے لٹکا دیتے ہیں ، دوسرے رفع الیدین کرکے اوپر رکھ دیتے اور سجدہ کو جانے تک اٹھائے رکھتے ہیں حالانکہ دونوں طریقے صحیح نہیں ہیں ، اول الذکر اسلئے کہ ارسال اور لٹکانے کی منع وارد ہے ۔ نیز یہ فعل کسی طرح نماز کیلئے موزوں نہیں ہے ۔

اعتراض :۔ ہم ارسال اس لئے کرتے ہیں کہ وضع کا ثبوت نہیں ہے ۔

جواب :۔ ثبوت تو ہم نے مکمل دے دیا ہے ۔ ثانیاً علی فرض التسلیم ارسال و وضع میں تباین کلی نہیں ، ہے ، جو ایک کا ارتفاع دوسرے کے وقوع کو متلزم ہو ، ثالثاً پھر اسکو کیا کرنا چاہیئے ؟ اپنی طرف سے آپ تو شریعت نہیں بنا سکتے ۔

عجوبہ | عام علماء یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ کسی مخلوق کے سامنے ہاتھ باندھکر کھڑا ہونا جائز نہیں ہے اسکے لئے کوئی حدیث یا آیت تو پیش نہیں کر سکتے ہیں مگر یوں کہتے ہیں کہ جو فعل نماز میں کیا جاتا ہے وہ کسی مخلوق کے سامنے نہیں کیا جا سکتا یہ دلیل بلا شک معقول ہے مگر بنا ہو علیہ ارسال بھی تو (بقول شما) نماز میں ہونے والا فعل ہے پس کسی مخلوق کے آگے ہاتھ لٹکا کر کھڑا ہونا اور باتیں کرنا کیسے جائز ہو گا ۔

اعتراض :۔ وضع تعظیمی فعل ہے اس لئے کوئی غیر خدا کے ساتھ تعظیم میں شریک نہیں ہو سکتا ہے اور ارسال تعظیمی فعل نہیں ہے لہذا ہر ایک کے سامنے کیا جا سکتا ہے

جواب :۔ پس جو فعل غیر تعظیمی ہے وہ خدا کے سامنے کیسے کیا جا سکتا ہے اور نماز خود اللہ کی بڑی تعظیم ہے اس میں ایسا فعل کیسے داخل ہو گا ؟ ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراض :۔ آیت "قوموا للہ قانتین" (البقرۃ ع ۳۱ پ ۲) اس پر دلیل ہے کہ قیام خاص اللہ کیلئے ہے۔

جواب :۔ یہاں قیام میں بحث نہیں ہیئت قیام میں ہے ثانیاً [۲] اگر اس میں قیام مع ہیئتہ داخل ہے تو پھر بعض قیاموں کی ہیئتیں داخل ہونی چاہئیں اور قیام مع الوضع کو اس میں داخل کرنا اور قیام مع الارسال کو نہ کرنا اس تفریق پر کیا دلیل ہوگا۔

ع ان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ
وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

ثانیاً [۳] اگر داخل کروگے تو مخلوق کے سامنے ارسال نہیں کر سکتے اگر نہیں کروگے تو ارسال نماز میں ممنوع ہوگا کیونکہ اس آیت کے خلاف ہے۔

اعتراض :۔ نماز کی سب حالتیں ممنوع نہیں ہے دیکھو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نماز کی طرح دوزانو ہو کر بیٹھا تھا جیسے کہ ایمان و اسلام کے متعلق سوال کی حدیث میں ہے۔

جواب :۔ وہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں پر رکھا تھا جیسا کہ سنن نسائی ص ۲۶۵ ج ۲، سنن دارقطنی ص ۲۸۲، مسند احمد بن حنبل وغیرہ کی حدیثوں میں مصرح ہے پس ہیئت تبدیل ہو گئی۔ ثانیاً [۲] کئی علماء ہر جلسہ میں انگلی اٹھاتے ہیں اور سارا نزدیک دلائل صحیح بھی یہ ہے اور اسی طرح بھی تفریق ہو جاتی ہے۔ ثالثاً :۔ یہی اعتراض آپکے اسی قول پر بھی وارد ہوتا ہے کہ مخلوق کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا نہیں ہونا چاہیئے اس لئے کہ یہ نماز کے اندر ہونے والا فعل ہے کیونکہ اس کی بنا کلیہ پر تھی جسکو آپ خود توڑ رہے ہیں۔ فتذکر فانہ نفیس لوثائقہ [۳] الذکر اس لئے کہ حدیث میں رفع الیدین کا ذکر ہے باقی ہاتھوں کو اٹھا کر روک دینا

ع [۱] اس مسئلہ پر ہمارا رسالہ سبیل الاشارات فی جلسات الصلوٰۃ کا مطالعہ کریں۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کافی دیر اٹھائے رکھنا ایک دلیل کی محتاج ہے۔ ثانیاً بلکہ یہ صریحاً خلاف السنت ہے اسی لئے کہ ایسا کرنے والا ہاتھ اٹھاتے ہوئے سجدہ جائیگا اور حدیث شریف میں ہے کہ :۔

لا يفعل ذالك حين سجد۔ (بخاری شریف ص۱۰۲ ج۱)	آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کو جاتے وقت ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

اور ایسا کرنے والے کے ہاتھ سجدہ سے قبل اوپر اٹھاتے ہوئے ہونگے۔

اعتراض :۔ اگر سجدہ سے تھوڑی دیر قبل ہاتھ نیچے لٹکا کر پھر سجدہ کو جائے تو مخالفت نہیں رہیگی

جواب :۔ یکہ نہ شد دو شد پھر وہی ارسال لازم آیا جو ممنوع ہے ثانیاً اوپر ہاتھ اٹھاتے رکھنا پھر اس قیام میں ارسال کرنے اسکی کیا دلیل ہے حالانکہ آپ اوپر اسلئے ہاتھ روکتے ہیں کہ آپکے پاس ارسال کا ثبوت نہیں ہے۔

اعتراض :۔ رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کا ذکر ہے اور پھر نیچے لٹکانے کا ذکر نہیں ہے لہذا ہم اوپر ہی رکھتے ہیں۔

جواب :۔ بلاشک سر اٹھاتے وقت رفع الیدین ہے لیکن مابین رفع الیدین اور سجدہ کی تکبیر کے جو وقفہ ہے جسکا طویل ہونا بھی حدیثوں میں مذکور ہے اس میں ہاتھوں کے لئے کوئی ہیئت مقرر کرنا بلا دلیل درست نہیں۔ ثانیاً ہاتھوں کو ایک جگہ ارادۃً روک دینا بھی ایک عمل ہے جو کہ نماز میں بغیر نقل کے داخل نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ نماز کی ہیئتیں سب توقیفیہ ہیں۔ ثالثاً دراصل آپ کو بھی غلطی لگی ہے کہ رفع الیدین اور تکبیرۃ السجدۃ کے مابین کی حالت کو خیال نہیں رکھتے کہ وہ کیا ہے۔ دراصل وہ قیام اور اس حالت والے کو قائم کہا جاتا ہے۔ جیسے کہ عذر نمبر ۴ کے جواب میں بیان ہو چکا ان شاء اللہ تعالیٰ اور حدیث "اذا کان قائماً" و "اذا قام فی الصلوٰۃ" دلیل ہے۔

۱۔ بلکہ اس طرح یہ روایت بے معنی ہو جاتی ہے اسلئے نفع یا عدم کا سوال ہی نہیں رہتا ہے ۱۲ منہ عفی عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۶، ۲۹۷

عـ۲ سے ظاہر ہے کہ قیام فی الصلوٰۃ کی ہیئت وضع ہے اور قائم فی الصلوٰۃ کی سنت بھی وضع ہی ہے۔ ما تحتاً رفع الیدین قیام یا کسی رکن کی ہیئت نہیں بلکہ انتقال کی ہے چنانچہ قیام اول کے اختتام پر کی جاتی ہے یعنی جب رکوع کیلئے تکبیر کہی جاتی ہے تو ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں اور دوسرے قیام کے آغاز یعنی رکوع سے اٹھتے ہی اٹھائے جاتے ہیں اور سجدہ کو جانے تک کا قیام ایک رکن ہے جس کے لئے کوئی ہیئت مقرر کرنا بلا دلیل روا نہیں ہے۔ اب تینوں ہیئتیں ناظرین کرام کے سامنے ہیں۔

عـ۱ وضع (دائیں کو بائیں کے اوپر رکھنا) عـ۲ ارسال (نیچے لٹکا دینا) حبس الیدین حزاء المنکبین اولاذ بین (مونڈھوں یا کانوں تک ہاتھوں کو روکے رکھنا) ثانی عـ۲ کا تو نام ہی نہیں بلکہ منع ہے۔ ثالث عـ۳ کا بھی کوئی نشان نہیں بلکہ صریح اسوہ کے خلاف ہے پس اول ہی متعین ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ حالت قیام کی ہے اور ذوالحال قائم ہے خاصتاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رفع الیدین اسطرح بیان کی گئی ہے کہ

کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانما ایدیھم المراوح یرفعونھا اذا رکعوا واذا رفعوا رؤسھم (جزء رفع الیدین للبخاری ص۱۳ طبع ملتان)	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہاتھ پنکھوں کی طرح چلتے تھے۔ وہ رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ہاتھوں کو اٹھاتے تھے

یہاں ان کے رفع الیدین کو پنکھے کے چلنے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جو اس ہیئت کو قطعاً رد کرتی ہے اس لئے کہ پنکھے سے مشابہ جب ہو سکتے ہیں کہ نیچے اوپر ہوتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتے ہوں نہ یہ کہ اوپر جاکر رک جائیں بلکہ اوپر جاکر نیچے آنا ضروری ہے ورنہ تمثیل غلط ہو گی باقی یہ دیکھنا ہوگا کہ نیچے کہاں جائیں سو ظاہر ہے کہ لٹکانے کا نہ ثبوت ہے نہ اجازت ہے بلکہ چونکہ اس وقت وہ قائم (کھڑا) ہے اس لئے ہاتھوں کی جگہ سینہ ہوگا اور سینہ اور مونڈھوں میں فاصلہ ہے جیسے کہ ہاتھ رکوع سے قبل سینے سے اوپر لئے گئے پھر آکر گھٹنوں پر پہونچے اسی طرح بعد الرکوع اوپر اٹھا کر سینے تک نیچے لائے جائیں گے اور تمثیل بلکل موافق رہیگی اور دونوں حالتوں عند الرکوع والرفع منہ میں ہاتھ پنکھوں کی طرح اوپر نیچے ہوتے رہینگے اور تمہاری طرح پر قبل الرکوع تو اوپر نیچے دونوں طرح ہوں گے لیکن بعد الرکوع اوپر جائینگے مگر نیچے نہیں آئینگے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

www.KitaboSunnat.com

اب ذیل میں۔

ہاتھ نہ باندھنے والوں کے عذر

ذکر کر کے ان کا جواب عرض کیا جاتا ہے

عذر ۱:۔ بعض کہتے ہیں کہ اسی طرح مسبوق کو پتہ نہیں لگ سکتا کہ نمازی قبل الرکوع کھڑے ہیں تاکہ سورت الحمد پڑھے یا بعد میں ہیں تو صرف دعا پڑھے۔

جواب:۔ اولاً یہ عذر تب مانا جائے جبکہ مسبوق ہمیشہ اس حال میں آتا ہو اور سب غالباً میں قراءۃ آہستہ پڑھی جاتی ہو ثانیاً بلکہ جہری نماز میں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ یہ سوال کسی نص پر مبنی نہیں بلکہ قیاسی ہے جسکا مدار کلیہ پر ہی ہوسکتا ہے جو باطل ہے ثالثاً مقتدیوں کا جہر انس بن مالک کی حدیثوں سے ثابت ہے اور یہ بات بھی مسبوق کو تفریق معلوم کرنے کیلئے کافی ہے رابعاً مسبوق کا آنا دو حالتوں سے خالی نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے یا تو جماعت کو رکوع سے سیدھے ہوتے ہوئے دیکھا ہوا ہوگا یا تو سب مقتدیوں کے بلکل سیدھے ہوجانے کے بعد اسکی نظر نمازیوں پر پڑے گی پہلی صورت میں تو بلکل امر ظاہر ہے بصورت ثانیہ اگر یہ قیام بعد الرکوع ہوگا تو آکر بھی جب تک وہ مسجد میں داخل ہوگا اور چار قدم چلکر صف کو پہونچے گا اور نیت باندھے گا اور اللہ اکبر کہہ کر نماز میں شروع ہوگا اس دوران میں امام کی سجدہ کیلئے تکبیر سن لیگا لہٰذا یہ اشتباہ کا عذر بے معنی ہے۔ خامساً اگر بالفرض اسکو شبہ ہوجاتا ہے تو بھی اس کے لئے خلاصی کا طریقہ موجود ہے چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان موجود ہے کہ

"ام القرآن عوض عن غيرها وليس غيرها عوض عنها" (مستدرک للحاکم ص۲۳۸ ج۱)	سورت الحمد شریف اپنے غیر ہر چیز قرأة دعا وغیرہ سب کا عوض ہوسکتی ہے لیکن اسکا عوض یا بدل دوسری چیز نہیں ہوسکتی ہے۔

۱؎ مسند قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا اللھم ربنا لک الحمد (بخاری مسلم وغیرہ) اور دائرہ ہے کما القول اذا ارتفع به الخطاب مطلقا حمل على الجهر (فتح الباری ص ج۲ و عنی اما يديه ولا سرا او حديث النفس قيد بذالك (فتح الباری ص۲۱۲ ج۲) اور دارقطنی ص۱۲۹ اذا قال الامام سمع الله لمن حمده فليقل من وراءه اللهم ربنا لك الحمد اور بيهقى ص۵۶ ج۲ میں ہے لم يحسدنا اليهود بشيء ما حسدونا بثلاث التسليم والتامين واللهم ربنا لك الحمد اگر جہر نہ ہوتا تو نہ یہود سنتے نہ حسد کرتے اسکے متعلق ہمارا رسالہ نشاط العبد بجہر ربنا لک الحمد ملاحظہ فرمائیں ۱۲ منہ عفی عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس ایسی صورت میں اسکو سورت فاتحہ پڑھ لینی چاہیئے کیونکہ اگر یہ قبل الرکوع ہوگا تو یہ رکعت اسکی نماز ضائع ہونے سے بچ جائیگی اور اگر بعد الرکوع ہوگا تو یہ سورت دعا کا بدل ہو جائے گی۔

جواب :۔ منع بھی تو وارد نہیں ہے اور منع صرف رکوع و سجود میں آئی ہے۔ دوم[۲] خود قعدہ اخیرہ میں قرآنی دعائیں پڑھی جاتی ہیں لہذا کلیہ نہیں رہا جس پر اعتراض موقوف ہے سوم ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "

" انما ھی التسبیح والتکبیر وقراءۃ القرآن الحدیث (مشکوٰۃ ص ۹۰	یہ نماز صرف تسبیح تکبیر اور قرآن مجید کا پڑھنا ہی ہے۔

(بحوالہ مسلم)

یہ حکم مطلق نماز کے لئے ہے لہذا اس حکم سے صرف رکوع و سجدہ ہی مستثنیٰ ہوگا جس کی منع آئی ہے چہارم صلوٰۃ الکسوف یا خسوف میں رکوع اول کے بعد بھی قراۃ کی جاتی ہے جیسے کہ متعدد احادیث میں آیا ہے اور حافظ ابن حجر نے بھی فتح الباری ص ۲۳۲ ج ۲ میں اسکو قیام اعتدال تسلیم کیا ہے۔ سادساً شبہ سے اصل مسئلہ غلط نہیں ہو سکتا بلکہ اس وقت اسکا حل ہی تلاش کیا جائیگا اور یہاں نحن فیہ علی فرض الوجود حل موجود ہے جیسے کہ ابھی گزرا سابقاً دلیل نمبر ۹ سے ظاہر ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعد الرکوع ہاتھ باندھ لیتے تھے اور کسی حدیث میں یہ ذکر نہیں ہے کہ فلاں وقت فلاں شخص کو اشتباہ ہوا تھا لہذا یہ عذر قابل قبول نہیں ہے۔

عذر نمبر ۲ :۔ بعض کہتے ہیں کہ نبوی نماز کی ترتیب میں ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے بعد سیدھے ہوتے تھے اور ہر ایک ہڈی اپنی جگہ پر آجاتی تھی اس لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ لٹکا دینے چاہئیں تاکہ کہنیاں اپنی جگہ پر آجائیں۔

جواب:۔ اولاً یہ الفاظ قبل الرکوع جو قیام ہے اور بین السجدتین جو جلسہ ہے ان کے لئے بھی وارد ہیں جیسے ابو حمید کی روایت میں ہے کہ:۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام الی الصلوٰۃ یرفع یدیہ حتی یحاذی بھما منکبیہ ثم کبر حتی یقر کل عظم موضعہ معتدلا (الحدیث فیہ)	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے طرف اٹھتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے مونڈھوں تک اٹھاتے پھر اللہ اکبر کہکر سیدھے ہوتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آکر قرار لیتی
ولفتح اصابع رجلیہ اذا سجد ثم یعود ثم یرفع فیقول اللہ اکبر ثم یثنی رجلہ الیسری فیقعد علیہا معتدلا حتی یرجع اقتال یقر کل عظم فی موضعہ معتدلا الحدیث (ابو داؤد	(پھر آگے اس روایت میں ہے کہ) جب سجدہ کرکے اٹھتے پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنا بایاں پاؤں بچھا کر اس پر سیدھے ہو کر بیٹھتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر لوٹ آکر قرار لیتی تھی۔

ص۱۰۶ بیہقی ص۷۲ ج۲)

اب اگر ہڈیوں کے اپنی جگہ پر آنے میں یہ دلیل ہے کہ ارسال کیا جائے تو پھر رکوع سے قبل قیام میں دو سجدوں کے درمیان کیوں نہیں ہاتھ لٹکائے جاتے ہیں؟ ثانیاً بلکہ اس سے ظاہر ہوا کہ یہاں کمر سیدھی کرنے کا ذکر ہے جیسے کہ مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ:۔

فاذا رفعت راسك فاقم صلبك حتى ترجع العظام الى مفاصلها	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز سکھاتے ہوئے فرمایا کہ پھر جب تو رکوع سے

07944

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الفتح الربانی ص۱۵۶ ج۳)	سر اٹھائے تو اپنی پیٹھ کو سیدھا کیا یہاں تک ہڈیاں اپنے جوڑوں کی طرف لوٹ آئیں۔

ثالثاً عـــــ۳ بلکہ مسند احمد کی ایک روایت میں ہر ہیئت رکوع پھر قیام سجدہ جلسہ پھر دوسرا سجدہ سب کے لئے یہ لفظ ہیں "اخذ کل عظم ماخذہ" (الفتح الربانی ص۱۴۲ ج۳) یعنی ہر ہڈی اپنی جگہ لے لیتی تھی ثابت ہوا کہ یہاں ہاتھوں کا بیان نہیں ہے بہرحال "اپنی جگہ" سے کیا مراد ہے؟ موضع اصلی یا جو کہ نماز میں انکے لئے موضع مخصوص ہے علی الاول کہنیوں کی موضع مقرر کرنا مشکل ہے۔ اس لئے کہ ہاتھ ہمیشہ ٹیکے نہیں رہتے بلکہ اکثر حالتوں میں باہنیں خم رہتی ہیں اور زیادہ دیر ہاتھوں کے لٹکانے سے کبھی کبھار ہاتھ سوج بھی جاتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ہاتھ خواہ باندھے ہوئے ہوں خواہ لٹکے ہوں کہنیاں اپنی جگہ پہ ہی ہیں و علی الثانی جس طرح کمر پہلے قیام میں سیدھی تھی پھر رکوع کی وجہ سے جھک گئی پھر کھڑے ہو کے سیدھی ہو گئی اسطرح کہنیوں کا جو حال پہلے قیام میں تھا اسی حال پر دوسرے قیام میں لوٹ کر آجائیں گی پہلے بھی ہاتھ سینے پر تھے اب بھی وہیں آجائینگے اور علی التقدیر یہ تو وضع ثابت ہوا عذر عـــــ۳: بعض کا کہنا ہے کہ رکوع کے بعد والے قیام میں قراءۃ نہیں ہے اسلئے ہاتھ باندھنے نہیں چاہئیں گے جواب:۔ اولاً وضع سنت کھڑے ہونے کی حالت کی ہے قرات سے خاص نہیں ہے اور حدیث "اذا کان قائما الحدیث" اس پر دال ہے ثانیاً کلمہ "اذا" پہلے جملہ کے سبب اور دوسرے کے مسبب ہونے پر دلالت کرتا ہے (ارشاد الفحول للشوکانی ص۴۱) یعنی ہاتھ باندھنے کا سبب قیام ہی ہوا نہ کہ قرات ثالثاً عـــــ۳ اگر ایسا ہوتا تو ان الفاظ کے بجائے حدیث کے یہ الفاظ ہوتے کہ "اذا کان قارئا فی الصلوۃ الخ" (یعنی جب ہوتے تھے آپ نماز میں قراءۃ کرنے والے)۔ مگر جبکہ اسطرح لفظ ہی نہیں ہے تو پھر تاویل غلط ہوئی رابعاً اسیطرح روایت میں اپنی طرف سے ایک فقرہ بڑھانا پڑتا ہے اعاذنا اللہ من ذالک خامساً عـــــ۴ اگر یہ ہوتا تو تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً ہاتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں باندھے جاتے بلکہ دعا افتتاح کے بعد قرآن شروع کرنے وقت ہاتھ باندھے جاتے ہیں بلکہ مقتدیوں کو تو سورت فاتحہ پوری کرکے فوراً ہاتھ کھولنے پڑتے بلکہ حنفی مذہب والے مقتدی تو شروع سے ہاتھ نہیں باندھتے نیز نماز جنازہ میں بھی سورت فاتحہ کے بعد دوسری تکبیر کہکر ہاتھ کھولنے پڑتے حالانکہ ان سب حالتوں میں آخیر تک ہاتھ باندھے جاتے ہیں جس سے ثابت ہوا کہ وضع سنت قیام کی ہے نہ قراءت کی۔

عذر نمبر ۹: بعض کہتے ہیں کہ ہاتھ قیام میں باندھے جاتے ہیں اور رکوع کے بعد "قومہ" ہے
جواب: اولاً اسکو "قومہ" کہنا متاخرین کی اصطلاح ہے اور حدیثوں میں اسی کو بھی قیام کہا گیا ہے حدیثوں کے الفاظ یہ ہیں "قاموا قیاماً حتی یرونہ قد سجد" (بخاری ص۱۰۳ ج۱) "لم نزل قیاماً حتی نراہ قد وضع وجہہ" (مسلم ص۱۸۹ ج۱) اس کے علاوہ اور بھی حدیثیں ہیں جن میں اسکو قیام کہا گیا ہے اور سلف میں بھی یہی نام مشہور تھا چنانچہ ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ "کان ابو عبیدۃ بن عبد اللہ یطیل القیام بعد الرکوع" الخ (المحلی لابن حزم ص۱۲۴ ج۴) اسی طرح محدثین کے ابواب بھی اس پر شاہد ہیں سنن نسائی (ص۱۲۳ ج۱) میں ہے "قدر القیام بین الرفع من الرکوع والسجود" "باب ما یقول فی قیامہ ذالک" پس قیام کی سنت وضع ہی ہے اور حدیث یا اثر میں اسکو قومہ نہیں کہا گیا ہے ثانیاً نماز میں قیام کی سنت وضع ہی ہے جیسے کہ دلیل ۱ سے معلوم ہوا اور بعد الرکوع کھڑے ہونیوالے کو بھی حدیثوں میں قائم کہا گیا ہے چنانچہ بخاری ص۱۰۹ ج۱ میں ہے "ثم یقول وھو قائم ربنا لک الحمد" اور مسلم ص۱۹۸ ج۱ میں ہے "اذا رفع راسہ من الرکوع انتصب قائماً" اور نسائی ص۱۷۵ ج۱ میں ہے "ان لا اخر الا قائماً" ان سب حدیثوں سے معلوم ہوا کہ رکوع سے سیدھا ہونیوالا بھی قائم ہے پس اسکو وضع ہی کرنا چاہیے ثالثاً اگر اسکا نام قومہ ہی تسلیم کیا جائے پھر بھی وضع ہی ہوگا کیونکہ یہاں قیام یا قومہ کا سوال نہیں بلکہ حدیث میں یہ ہے کہ جب بھی کھڑا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو پھر خواہ قیام میں ہو یا قومہ میں اسکو ہاتھ باندھنے ہی ہیں کھولنے نہیں لہٰذا قیام اور قومہ دونوں ایک ہی باب کے مصدر ہیں کتاب المنجد صفحہ طبع جدید میں ہے قام یقوم قوماً و قومۃً و قیاماً و قومۃً انتصب وقف ۱ھ اسی طرح اور لغت کی کتابوں میں بھی ہے لہٰذا قیام خواہ قومہ دونوں کی معنی ہی ہیں کھڑا ہونا اور کھڑے ہونے کی حالت ہاتھ باندھنا ہے نہ کہ کھولنا ۔

عذر ۲: بعض یہ کہتے ہیں کہ رکوع کرتے ہیں ایک مرتبہ ہاتھ کھل جاتے ہیں اب پھر باندھنے کا کیا ثبوت ہے؟

جواب: اولاً ہاتھوں کا باندھنا کھڑے ہونے کی حالت کیلئے ہے پھر جب وہ حالت لوٹ آئیگی تو یہی حکم لوٹ آئیگا ثانیاً دوسری تیسری اور چوتھی رکعت میں ہاتھ باندھے جاتے ہیں حالانکہ ان کے لیے کوئی خاص حدیث نقل وارد ہوئی ہے مگر صرف اسلئے کہ قیام لوٹ آتا ہے ۔

اعتراض: ایک روایت میں آیا ہے کہ ثم افعل ذالک فی الصلوۃ کلھا یعنی سب نمازوں میں اسی طرح کیا کرو

جواب: لیکن اس روایت میں ہاتھ باندھنے کا کوئی ذکر نہیں ہے نہ قبل الرکوع نہ بعدہ لہٰذا یہ روایت دلیل نہیں بن سکتی ہے ۔

ثالثاً سجدہ تلاوت کیلئے ہاتھ کھل جاتے ہیں مگر پھر واپس اٹھکر باندھے جاتے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ نماز میں جتنی مرتبہ کھڑے ہونے کی حالت آئیگی ہاتھ باندھے جائینگے رابعاً دلیل میں صریحاً دوبارہ ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے خامساً کئی مرتبہ ہاتھ کھولنے کے بعد بھی علماء حنفیہ خواہ اہلحدیث ہاتھ باندھتے ہیں مثلاً حنفیہ وتر میں ہاتھ اٹھا کر پھر باندھکر قنوت پڑھتے ہیں اسی طرح اہلحدیث کسوف و خسوف کی نماز میں ہر ایک رکعت میں دو دو رکوع کرتے ہیں پہلے رکوع سے کھڑے ہوکر ہاتھ باندھ لیتے ہیں اور قرأت شروع کرتے ہیں تکبیرات عیدین کے دوران بھی ہاتھ باندھتے ہیں جیسے مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوری نے مصنف تحفۃ الاحوذی نے رسالہ القول السدید فی تکبیرات العید صفحہ ۳۳ میں ثابت کیا ہے معلوم ہوا کہ کھول کر باندھنے کا سوال ہی غلط ہے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

979

عذر ۳: بعض کہتے ہیں کہ ارسال پر تواتر عملی رہا ہے۔

جواب: اولاً اوپر گزر چکا کہ اگر ایسا ہوتا تو امام احمد بن حنبلؒ دونوں امر وضع و ارسال کا افتیا نہیں دیتے ثانیاً تواتر عملی کا دعویٰ مدفوع ہے کیونکہ اوپر کی تقریر بحالت۔ اور فقہا کے اختیارات سے ظاہر ہے کہ کئی اللہ تعالیٰ کے بندگان اسکے قائل و عامل رہے ہیں ثالثاً علی التقدیر تواتر عملی کوئی دلیل شرعی نہیں ہے کیونکہ اسکا نام اجماع نہیں ہے اجماع بھی ایسے مسائل ہوں کہ پہلے ایک طرح تھی بعد میں دوسری طرح بدل گئی جیسا کہ اعلام الموقعین میں بہت ہی ملیں گی خاص کر جب ایک نص موجود ہے تو پھر اسکے مقابلہ میں یہ کوئی چیز نہیں ہو سکتا رابعاً تواتر عملی مستقل دلیل نہیں ہے لیکن مؤید ہو سکتا ہے بشرطیکہ اس مسئلہ کا ثبوت شرع میں موجود ہو جیسے کہ جمعہ کی الاذان (یعنی دوسری اذان) کا شعر جو حدیث سے ثابت ہے اور ابتک مکہ معظمہ میں اس پر عمل ہے تو ایسے فعل کیلئے کہا جا سکتا ہے کہ اس سنت کو تواتر عملی بھی حاصل ہے اسی طرح یہاں اگر ارسال کی دلیل پیش کریں پھر تواتر عملی کا نام لیں ورنہ فلا۔ خامساً حضرت انسؓ سے بخاری ج ۱ ص ۷۶ میں مروی ہے کہ وہ ہری کے الشکو روتا ہو دیکھ کر سبب پوچھا تو اسنے نماز کے بگاڑنے کی شکایت کی اور کہا کہ "

وهذه الصلاة قد ضيعت

یہ نماز بھی ضائع کر دی گئی ہے

دوسری روایت بخاری کی میں ہے کہ

الیس صنعتم ما صنعتم فیها

یعنی آپ نے نماز میں بہت کچھ کیا نہیں ہے؟

پس جبکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی کے زمانہ میں تغیر و تبدل ہونے لگا تو پھر تواتر عملی کس بلا کا نام ہے۔ الحاصل بعد الرکوع ہاتھ کھولنے اور نہ باندھنے کیلئے کوئی عذر یا بہانہ کارگر نہیں ہو سکتا ہے بلکہ مسنون یہی طریقہ ہے کہ ہاتھ باندھے جائیں اور یہی حدیثوں میں مذکور ہے خدا تعالیٰ ہمیں صحیح راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور غلط راہ سے بچائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

وصلی اللہ علی خیر خلقه محمد خاتم النبیین وعلی آله وصحبه اجمعین

ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین

وحررہ

العبد ابو محمد بدیع الدین شاہ السندی المحمدی الراشدی

عفی عنہ

۹۹
07944